

عورت بحیثیت ماں

عورت بیوی بننے کے بعد جب ماں بنتی ہے، پہلے تو خاوند کی اطاعت اور اس کے گھر کی دیکھ بھال کی اس پر ذمہ داری ہوتی ہے، لیکن ماں بننے کے ساتھ اس کی ذمہ داریوں میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے، والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتے وقت اللہ تعالیٰ نے ماں کا یوں ذکر فرمایا:-

حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا۔ (۱)

یہ ان چند جانبازیوں اور قربانیوں کی طرف اشارہ ہے، جو ہر ماں کو اپنی اولاد کیلئے لازماً کرنی پڑتی ہیں، اس اشارے سے مقصود اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا ہے، کہ کوئی اولاد خواہ کچھ بھی کر ڈالے، لیکن وہ اپنے ماں باپ کے احسان کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ فرمایا، کہ اس کی ماں مبینوں نہایت دکھ کے ساتھ اس کو اپنے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے، پھر وہ جان کی بازی کھیل کر اس کو جنتی ہے، اس کے بعد رضاعت کا دور آتا ہے، اور پورے دو سال وہ اپنے خون کو دودھ بنا کر پلاتی اور پرورش کرتی ہے، مطلب یہ ہے، کہ کون ہے، جو اس کے لئے اتنے دکھ خوشی خوشی جمیل سکے، پھر یہ کتنی بڑی ناسپاسی ہو گی، اولاد کی، اگر وہ اس احساس کو بھول جائے، اور پھر جب ماں اس کے احسان کے محتاج ہوں، تو ان سے بے پرواہی برتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

وياالوالدین احسانا اما ببلغن عند الکبر احدلما او کلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولاً کرهما ○ واخفص لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما کما رضى صغیرا ○ (۲)

مولانا عبدالماجد، ماں کے ساتھ احترام سے بات چیت کرنے اور تہذیب کے ساتھ گفتگو کرنے کے ضمن میں

فرماتے ہیں:-

”ماں باپ کی خدمت کرتے رہنا شریعت اسلامی کے اہم واجبات میں سے ہے، بڑھاپے کا ذکر اس لئے فرمایا گیا، کہ اس سن میں والدہ معذور ہو کر دوسروں کی محتاج ہو جاتی ہے، اور اس سن میں اس کی خدمت طبیعت کو گراں گزرنے لگتی ہے، ایک حدیث نبوی میں بھی مضمون آیا ہے، کہ بڑا بد قسمت ہے، وہ شخص جو اپنے والدین کا بڑھاپا پائے، اور پھر انہیں خوش کر کے ان کی دعاؤں سے اپنے کو جنت کا مستحق نہ بنائے۔ جب ان کے سامنے ”اف“ یا ”ہوں“ کرنے کی بھی ممانعت ہو گئی تو ظاہر ہے، جو چیزیں اس سے بڑھ کر ان کے مقابلہ میں گستاخانہ یا ان کے حق میں تکلیف دہ ہیں، ان کی ممانعت تو کہیں زائد ہو گی، حکم قرآنی سے مراد صرف یہ ہے، کہ والدہ اور والد کو قولاً اور فعلاً بڑی یا چھوٹی کس قسم کی اذیت پہنچانا بھی جائز نہیں صرف لفظ ”اف“ کے تلفظ سے روکنا مقصود نہیں، چنانچہ والدہ کے ساتھ ادب اور تمیزداری کی تاکید نکلتی ہے، وقل لهما قولاً کرهما۔ سے محابمت اور گفتگو میں ان کے ادب و عظمت کا لحاظ رکھنے کا حکم نکل آیا ہے، پھر زبان کے اعتبار سے والدین کے ساتھ، نہایت فروتنی اختیار کرنے کی تاکید آئی ہے۔“ (۳)

اسلام سے پہلے عورت کی ماں بن جانے کے بعد بھی کوئی عزت نہ تھی، لیکن اسلام کے ذریعہ ماں کے درجہ کو انتہائی بلندی پر پہنچا دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، کہ ایک شخص نے عرض کیا:

یا رسول اللہ من احق بحسن صحابتی؟ قال امک قال ثم من؟ قال امک قال ثم من؟ قال ابوک۔ (۳)

تین مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا، کہ تیری بہترین معاشرت کی مستحق تیری ماں ہے، چوتھی مرتبہ آپ نے فرمایا تیرا باپ۔ آپ کے اس ارشاد مبارک سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ اسلام نے ماں کے رتبے کو کس قدر بلند کیا۔ (۵)

حدیث میں ہے:-

احب العمل الی اللہ فی ہذا الدنیا والآخرۃ - اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ (۶)

هل لک من ام؟ فقال نعم قال الزمها فان الجنة تحتها۔ (۷)

اس کی خدمت کرتے رہو، اس کی خدمت کرنے کی بناء پر تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، اس لئے کہ عورت ماں کی حیثیت میں اپنی اولاد کیلئے جو کچھ کرتی ہے، وہ مرد نہیں کر سکتے۔

اسماء بنت ابوبکر سے منقول ہے، کہ ان کی مشرکہ والدہ صلح حدیبیہ کے بعد ان کے پاس آئیں، انہوں نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:-

ان امی قلت علی وہی راغبہ الاصل امی؟ قال نعم صلی امک قال نعم الاصلها صلہا۔ (۸)

میری ماں میرے پاس آئیں، اور مجھ سے صلہ رحمی کی توقع رکھتی ہیں، کیا میں صلہ رحمی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔ اس پر امام بخاری فرماتے ہیں:-

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بینما ثلاثہ نفر یتما شون اخنہم المطر لما لوا الی غار فی الجبل فانتحطت علی لم غارہم صخرہ من الجبل لاطبت علیہم فقال بعضهم لبض نظر وا عمالا عملتموها للہ صالحہ فادعوا اللہ بہا لعلہ یفرجہا فقال احد

ہم اللہم انہ کان لی والدان شیخان کبیران ولی صبیئہ صغار کنت ارعی علیہم لافا رحمت علیہم فحلبت بنات بوالدی استقبہما قبل ولدی وانہ نابی الشجر لما اتبت حتی اسیت فوجدتہما قد ناما

فحلبت کما کنت استقبہما احلب لجنۃ بالحلاب فقت عند روسہما اکره ان اولظہما من نومہما وا کرہ ان ابنا بالصیبہ قبلہما والصیبہ بتضاغون عند قلمی فلم یزل ذلک نای وناہم حتی طلع

الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجهک فاخرج لنا فرجہ نری منہا السماء لفرج اللہ لہم فرجہ حتی یرون منہا السماء۔ (۹)

ابن عمر سے روایت ہے، جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایک موقع پر تین اشخاص جا رہے تھے، انہیں مینہ نے آیا، وہ ایک پہاڑ کے غار میں چلے گئے، غار کے منہ پر پہاڑ کا ایک بڑا سا پتھر لڑک آیا، اور غار کے منہ کو ڈھانک لیا، نکلنے کا رستہ نہ رہا، اس پر ایک نے دوسرے سے کہا، بھائیو! اپنے ان نیک عملوں پر نظر کرو، جو تم نے خاص خدا کیلئے کئے ہیں، اور اللہ کے فرج سے دعا کرو، اللہ تعالیٰ خدا اس پتھر کو ہٹا دے، اور اس

مشکل کو آسان کر دے، ان میں سے ایک شخص نے کہا، خداوند! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے، اور میرے کئی چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے، میں ان کا نفعہ حاصل کرنے کیلئے بکریاں چرایا کرتا تھا، واپس آنے کے بعد میں دودھ دوھتا، اور اپنے بچوں سے پہلے والدین کو پلایا کرتا تھا، ایک دن کا ذکر ہے، کہ مویشیوں کے چرنے کے درخت بہت دور تھے، اور مجھے آتے آتے رات ہو گئی، گھر آ کر میں نے والدین کو سوتا پایا، میں نے دودھ دوھا جیسا کہ دودھ دوھا کرتا تھا، اور دودھ کا برتن لئے ہوئے انکے سرہانے کھڑا رہا، کیونکہ مجھے ادھر تو ان کے جگانا ناپسند تھا، ادھر یہ بھی ناپسند تھا، کہ ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلا دوں، اور بچے تھے، کہ مارے بھوک کے میرے قدموں میں لوٹنے اور چیختے تھے، الغرض میں اس طرح کھڑا رہا، یہاں تک کہ صبح کی پو پھٹ گئی، تو اے خدا اگر تو جانتا ہے، کہ میں نے یہ کام صرف تیری خوشنودی اور رضامندی کے تحت کیا ہے، تو اس قدر دروازہ کھول دے، کہ ہم اس میں سے آسمان کو دیکھ سکیں، لہذا اللہ نے اتنا دروازہ کھول دیا کہ وہ آسمان دیکھنے لگے۔

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی موجود تھے، جنہیں رسول پاکؐ نے خیرات البیہین کے لقب سے نوازا تھا، لیکن آپؐ سے ملاقات نہ کر سکے۔ ایک مومن کی اس سے زیادہ اور کیا تمنا ہو سکتی ہے، کہ اس کی آنکھیں رسول پاکؐ کی دیدار سے روشن ہوں، لیکن حضرت اویسؓ صرف اس وجہ سے آپؐ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو سکے کہ آپؐ کی ماں بوڑھی تھی، آپؐ ان کو تمنا نہ چھوڑنا چاہتے تھے، دن رات انہیں کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ فریضہ حج ادا کرنے کی بڑی آرزو تھی، لیکن جب تک آپؐ کی والدہ محترمہ زندہ رہیں ان کی تمنائی کے خیال سے حج نہ کیا، ان کی وفات کے بعد یہ آرزو پوری کر سکے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وان جاهد اک علی ان تشرک بی مالس، لک بہ علم فلا تطعمہما وصاحبہما فی النینا معروفاً۔ (۱۰)

جب والدین شرک کی دعوت دیں، تو اس کو قبول نہ کرنے کا حکم ہے، لیکن ساتھ ہی ارشاد ربانی ہے، کہ دنیاوی معاملات میں ان کی عزت کرو، کیونکہ دینی طور پر صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور تابعداری ہوگی، لیکن دنیوی زندگی میں والدین کے حق کو بھی بلند رکھا۔ پھر والدین میں سے والدہ کا درجہ و مقام بلند تو کر دیا گیا۔ جب مشرک ماں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا، تو مسلمان ماں کا مقام کیا ہو گا۔

حافظ ذکی الدین نے عبد اللہ بن اوفی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا

قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ ات، فقال: شاب بجمود بنفسه، فقيل لہ قل لا الہ الا اللہ، فلم يستطع، فقال: کان بصلی؟ فقال: نعم فنہض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ونہضنا، فنخل علی الشاب، فقال لہ قل لا الہ الا اللہ، فقال: لم؟ قال لا استطیع قال: کان یحق والدتہ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: احیہ والدتہ؟ قالوا نعم قال: ادعوها، فجات، فقال: ہنا ابنتک؟ فقالت نعم فقال لہا: ارایت لو اجمعت نارضخما، فقيل لک ان شفعت لہ خلینا عنہ، والا حرقناہ بہذہ النار، اکت تشفیمن لہ؟ قالت یا رسول اللہ اذا اشفع لہ قال: فاشہدی اللہ واشہد بنی قدر ضیت عنہ، قالت: اللہم انی اشہدک، واشہد رسولک انی قدر ضیت عن ابنتی، فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یا ظالم قلہ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ، واشہدان محمدا عبده ورسولہ، قالہا، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الحمد للہ الذی انقذہ من النار۔ (۱۱)

اس طرح ایک اور حدیث میں ماں کی نافرمانی کے ضمن میں علامہ علاؤ الدین المنذری فرماتے ہیں:-

انه كان ليما قبلكم من الام رجل متعباً صاحب صومعته بقا له جريج وكان له ام لكانت تاتيه لتناديه و يشرف عليها فيكلمها فاتته يوما وهو في صلاته مقبل طيبها فنادته فجعلت تناديه رافعه راسها اليه واضعته بها طي جبهتها : اي جريج اي جريج ثلاث مرات كل ذلك يقول جريج اي رب امي او صلاتي ففضبت لقات: اللهم لا يموتن جريج حتى ينظر لي وجوه الموسات وبلغت بنت ملك القرية فحملت فولدت غلاما فقلوا لها : من لعل هنا لك من صاحبك؟ هو من الصومعته جريج لما شعر حتى سمع بالفوس في اصل صومعته فجعل يسالهم ويلكم مالكم؟ فلم يجوه فلما راي ذلك اخذ العجل لتلتي فخطوا بجوون انه و بضرهونه يقولون: مرآء تخادع الناس بملكك قال: ويلكم مالكم؟ قالو بنت صاحب القرية بنت الملك التي احبلها قال لما فعلت قالوا: ولدت غلاما قال: الغلام حي هو؟ قالوا: نعم قال: فتولوا مني فتولوا فصلى ركعتين ثم انتهي حتى مشى الي الشجرة فاخذ منها غصنا ثم اتى الغلام وهو في سببه فضره بذلك الفض وقال: يا ابن الطاغية من ابوك قال: اي فلان الراعي قالوا: ان شئت ينالك صومعتك بنهب وان شئت بفضته قال: اعملوها كما كانت (۱۲)

(متفق عليه) رياض الصالحين ۱۳۳-۱۳۵

ایک دن حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کی ماں ان سے ملنے آئیں، حضرت جریج نماز پڑھ رہے تھے، ماں نے ان کو پکارا جریج! حضرت نے دل میں سوچا اب کیا کروں، ماں کا جواب دوں کہ نماز پڑھوں، آپ نے یہی مناسب سمجھا کہ خاموش رہیں، اور نماز پڑھتے رہے، دوسرے دن پھر یہی ہوا، ماں آئیں اور اس کو پکارنے لگیں آپ پھر یہی سوچ کر خاموش رہے، نماز پڑھتے رہے، اور ماں کی آواز کا جواب نہیں دیا، تیسرے دن پھر ماں بیٹے کے پاس آئیں، اور آواز دینے لگیں، حضرت جریج یہی سوچ کر کہ آخر نماز میں کیسے جواب دوں، خاموش رہے، یہ دیکھ کر ماں کو بہت دکھ ہوا، اور غصے میں بددعا دی کہ اے اللہ! جریج کو اس وقت تک موت نہ آئے، جب تک کہ بری عورتوں سے اس کا پالہ نہ پڑے۔ یہ کہہ کر ماں وہاں سے اداس چلی گئیں، کچھ عرصہ بعد ایک دن بنی اسرائیل کے لوگ حضرت جریج کی نیکی اور عبادت کا تذکرہ کر رہے تھے، کہ وہاں کی ایک انتہائی خوبصورت عورت بول اٹھی، تم کہو تو میں اس کو گناہ میں پھانس لوں، اس کے بعد وہ عورت حضرت جریج کے پاس خانقاہ میں پہنچی اور انہیں پرچانے لگی، خدا نے حضرت جریج پر اپنی رحمت نازل کی اور وہ اس بدکار عورت سے صاف بچ گئے، ان سے مایوس ہو کر وہ عورت اس چرواہے کے پاس پہنچی جو حضرت کی خانقاہ میں رات کو سو رہا تھا، وہ اس کے پھندے میں آگیا، اور اپنا منہ کالا کر بیٹھا، پھر جب اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا، تو اس نے یہ مشہور کر دیا، کہ یہ حضرت جریج کا لڑکا ہے، جب یہ خبر بادشاہ تک پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ جاؤ اس کی خانقاہ ڈھا دو، اور اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ، لوگ حضرت جریج کی خانقاہ پر پہنچے، ان کی خانقاہ کھود بھیگی، اور انہیں خوب مارا پیٹا، پھر ان کی ہتھکیں باندھ کر بادشاہ کے پاس لے گئے، جب لوگ انہیں باندھے ہوئے لے جا رہے تھے، تو راستے میں کچھ بدکار عورتیں انہیں اس حالت میں دیکھ کر ہنسنے لگیں، ان کو ہنسا دیکھ کر حضرت جریج بھی کچھ مسکرائے۔ بادشاہ نے حضرت جریج سے کہا، کیا اس کا نام ہے، بادشاہ نے کہا، یہ کتنی ہے، کہ

بچہ جرتج کا ہے، جرتج نے کہا کہ بچے کو سامنے لایا جائے، جب بچہ آیا، تو آپ نے کہا مجھے نماز پڑھنے کی سہلت دی جائے، آپ نے نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو آپ نے اپنی انگلی بچے کے پیٹ میں ماری اور فرمایا، بتا بچے! تیرا باپ کون ہے، خدا کے حکم سے بچے کی زبان کھل گئی، اور اس نے کہا میرا باپ فلاں چرواہا ہے، پھر کیا تھا، لوگوں نے حضرت جرتج کے ہاتھ پاؤں چومنا شروع کئے، ان سے معافی مانگنے لگے۔ بادشاہ بھی بہت متاثر ہوا، اور اس نے حضرت جرتج سے کہا، حضرت! آپ کی خانقاہ سونے کی بنوا دوں؟ آپ نے فرمایا، نہیں! پھر بولا اچھا چاندی کی بنوا دوں، آپ نے فرمایا نہیں! بس آپ ویسی ہی مٹی کی بنوا دیجئے جیسی پہلے تھی۔

مسلمان اولاد کو سمجھا دیا گیا، کہ ماں کی خدمت کرنا باعثِ رحمت و بخشش ہے، جب تک ماں راضی نہیں ہوئی، تو کسی قسم کی عبادت نجات کا سبب نہیں بن سکتی، اسلام نے ماں کی (چاہے سگی ہو یا سوتیلی) عظمت کو داغدار ہونے سے جس طرح بچایا ہے، اس کا اندازہ براء بن عازب کی روایت سے لگایا جا سکتا ہے۔

عن يزيد بن البراء عن ابيه لقلت: ابن ترمذ فقال بعشى النسي صلى الله عليه واله وسلم الى رجل تزوج نكح امراه امه ابته فامرني ان اضرب عنقه واخذ مالاً (۱۳)

تعلیم یافتہ خواتین پر اس وقت ایک اور فرض بھی عائد ہوتا ہے وہ یہ کہ اس وقت مغرب زدہ طبقے کی خواتین جس مگر اہی، بے حیائی اور ڈھتی و اخلاقی آوارگی کی طرف پاکستانی خواتین کو دھکیل رہی ہیں (اور جیسی طرح حکومت کے ذرائع میں کام لیکر عورتوں کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے) ان کا لڑی طاقت پر مقابلہ کیا جائے۔ وہ ڈنکے کی چوٹ پر کہیں کہ مسلمان عورت اس ترقی پر لعنت بھیجتی ہے جسے حاصل کرنے کے لئے خدا اور اس کے رسول کی مقرر کی ہوئی حدیں توڑنی پڑیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کا کام یہ بھی ہے کہ منظم ہو کر ہر اس حقیقی ضرورت کو جس کی خاطر حدود شکنی کو ناگزیر کہا جاتا ہے۔ اسلامی حدود کے اندر پورا کر کے دکھائیں تاکہ ہر گمراہ کرنے والے اور کرنے والی کا ہیبت سے لڑنے بند ہو جائے۔

سید ابوالاعلیٰ ۶۰۶۰ ودی

حواشی

- ۱- الاضاف / ۱۵
- ۲- بنی اسرائیل / ۲۳-۲۴
- ۳- تفسیر ماجدی ۲/ ۵۸۲، ۵۸۳
- ۴- مشکوٰۃ المصابیح ۲/ ۳۱۸ (کتاب الادب، باب البر والصلہ)، صحیح البخاری بحاشیۃ السنذی، ۳/ ۴۷
- ۵- تدبر قرآن، ۶/ ۳۳۸
- ۶- مسند احمد بن حنبل، ۶/ ۳۳۸
- ۷- مسند احمد بن حنبل، ۶/ ۳۳۸
- ۸- الترغیب والترہیب، ۳/ ۳۲۱
- ۹- صحیح البخاری بحاشیۃ السنذی، ۳/ ۴۷-۴۸، کتاب مقدس میں بھی والدین کی عزت و عظمت کا اشارہ ملتا ہے۔
- ۱۰- ”اپنے ماں اور باپ کی عزت کرنا، جیسا خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم دیا ہے تاکہ تیری عمر دراز ہو،“
”اششاء“، باب ۵ آیہ ۱۶، ص ۱۷۱/ خروج، باب ۲۰، آیہ ۱۳، ص ۷۲، پر بھی یہی مضمون ہے۔
- ۱۱- لقمان / ۱۵
- ۱۲- الترغیب والترہیب، ۳/ ۳۲۱، ۳۲۲ / کتاب مقدس میں ہے ”اور جو اپنی ماں، باپ کی بات نہ مانا ہو، تب اس کو سب لوگ سنگسار کریں کہ وہ مرجائے، اور سب لوگ کہیں ”آمین“ لگتے ہے، اس پر جو اپنے ماں باپ کو حقیر جانے اور سب لوگ کہیں ”آمین“، ”اششاء“، باب ۲۰، آیہ ۹، ص ۷۳۔ جو کوئی اپنے باپ ماں پر لعنت کرے، وہ ضرور مارا جائے۔
- ۱۳- کنز العمال، ۱۱/ ۴۰، ۴۱
- ۱۴- سنن الدارمی، ۲/ ۷۶ (باب الرجل - تزوج امرأة ابیہ)

بیت کبریٰ

بنی احد الاغنياء قصرأ فخمأ، وفرشه بأحدث الأثاث، ودعا الناس جميعا إلى مأذبة فاخرة وأجلس على الباب رجلاً، وقال له: كل من يخرج من القصر سله هل رأيت في القصر عيباً. فأخذ الرجل الجالس على الباب يسأل، فيقال له ما رأينا في القصر عيباً؟ وأخيراً خرج رجل فقال له: هل رأيت في القصر عيباً؟ فقال له رأيت عيبين في القصر. قال ما هما. فقال الرجل: سيموت صاحبه، وسيخرب القصر في يوم من الأيام.